

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝

الحمد للہ! اس تحریر کے ذریعے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کے بھروسہ پر ایک مبارک سلسلہ کا آغاز کیا جا رہا ہے جس میں سلسلہ وار قرآن حکیم کے اہم مضامین کو سمجھا جائے گا اور ان مضامین سے ہدایت اخذ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ بلاشبہ قرآن حکیم علم اور معلومات کا وسیع خزانہ ہے۔ اس میں سائنس، تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، نفسیات، معاشیات، سیاست، معاشرت غرض ہر شعبہ حیات و کائنات کے بارے میں معلومات ہیں۔ لیکن قرآن حکیم محض معلومات کی کتاب نہیں بلکہ یہ کتاب ہدایت ہے۔ یہی کتاب راہ نمائی کرتی ہے اُس راہ کی جس میں دنیا میں بھی امن و سکون ہے اور آخرت میں بھی ابدی راحت و لذت ہے۔ البتہ حصول ہدایت کے لیے بنیادی شرط اخلاص نیت ہے۔ اگر قرآن حکیم کو پڑھتے اور سمجھتے ہوئے نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو تو بفضلہ تعالیٰ اس کتاب سے ایسی ہدایت ملے گی جس سے ہمارے ایمان اور عمل کو جلا حاصل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَهْدِيْٓ بِهٖ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلَى صِرَاطٍ

مُسْتَقِيْمٍ ۝ (المائدہ: ۱۶)

"ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعہ اللہ اُن کو جو پیروی کرتے ہیں اُس کی رضا کی سلامتی کے راستوں کی اور نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنی توفیق سے اور ہدایت دیتا ہے اُنہیں سیدھی راہ کی"۔

تعوذ

قرآن حکیم کی تلاوت کے آغاز میں ہم تعوذ پڑھتے ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی مردود شیطان سے۔ سورۃ النحل آیت ۹۸ میں نبی اکرم ﷺ کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ سورۃ اعراف آیات ۱۶ اور ۱۷ میں شیطان کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر گھات لگا کر بیٹھے گا اور اس راستہ پر چلنے والوں پر سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے حملہ آور ہوگا۔ شیطان نے Challenging انداز میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ! تو انسانوں میں سے اکثر کو اپنا شکر گزار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے حملوں کے مقابلہ میں ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین! آئیے! ہم شعوری طور پر تعوذ پڑھتے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی مردود شیطان سے

تسمیہ

قرآن حکیم کی تلاوت کے آغاز میں تعوذ کے بعد تسمیہ پڑھتے ہیں یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ سورۃ علق کی پہلی آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ۔ تسمیہ پڑھنا دراصل اسی حکم پر عمل کرنا ہے۔ یہ ایک دعائیہ کلمہ ہے جسے کسی کام کے آغاز میں پڑھنا مسنون ہے تاکہ اُس کام سے خیر و برکت حاصل ہو۔

سورة الفاتحه

فطرتِ انسانی کی ترجمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱	کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۲	بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۳	مالک ہے بدلہ کے دن کا۔
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝۴	(اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝۵	ہدایت عطا فرما ہمیں سیدھے راستے کی۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝۶	راستہ اُن کا تو نے انعام کیا ہے جن پر۔
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ	غضب نازل نہیں کیا گیا جن پر
وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝۷	اور نہ ہی وہ گمراہ ہیں۔

ع

قرآن حکیم کی ابتدا میں سورہ فاتحہ ہے۔ الفاتحہ کا مفہوم ہے کھولنے والی یعنی The Opening Surah of the Quran۔ اس سورہ مبارکہ کے کئی نام احادیثِ نبویہ ﷺ سے ثابت ہیں لیکن سب سے معروف نام الفاتحہ ہی ہے۔ یہ سورہ مبارکہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ ان آیات میں درحقیقت فطرتِ انسانی کی ترجمانی کی گئی ہے۔ ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان اس حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے، ایک مالک ہے اور وہی اس کا ایسا رب یعنی پروردگار ہے جو رحمان بھی ہے اور رحیم بھی۔ پھر اس حقیقت تک بھی اس کی رسائی ہو جاتی ہے کہ انسانی اعمال

بے کار نہیں ہیں بلکہ اُن کا اچھا یا برا نتیجہ نکل کر رہے گا اور اس نتیجہ کا پورا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ البتہ عملی زندگی میں اچھے اعمال کے لیے انسان ایک متوازن اور معتدل راستے کا محتاج ہے۔ یہ معتدل اور متوازن راستہ انسان اپنی عقل سے متعین نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لیے وہ مجبور ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست کرے کہ وہ اُس کے سامنے صراطِ مستقیم واضح کرے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جس طرح قرآن حکیم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یعنی سورۃ العلق کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطور رب کروایا گیا، اسی طرح سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطور رب العالمین کروایا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قریش اللہ تعالیٰ کو پہلے سے جانتے تھے اور مانتے بھی تھے لیکن وہ مانتے تھے کائنات کے خالق، مخلوقات کے رازق، سماعت و بصارت کے مالک اور زندگی و موت دینے کا اختیار رکھنے کے اعتبار سے۔ رب کا لفظ وہ اپنے سرداروں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ آج بھی عربی زبان میں آقا اور غلام کے لیے رب اور عبد ہی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بطور رب کروایا اور یہی قریش کی مخالفت کی اصل وجہ بنا۔ وہ اللہ کو آقا مان کر اُس کی بندگی کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا تعارف کروانے کے بعد کہ وہ رب العالمین ہے، اُس کی کچھ اور صفات کا تذکرہ فرمایا کہ وہ الرَّحْمَنُ ہے اور الرَّحِيمُ ہے یعنی اُس کی رحمت میں جوش اور تسلسل ہے۔ وہ مَلِكٌ یَوْمَ الدِّینِ ^ط یعنی جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کا وہ لازمی نتیجہ سامنے آیا کہ اب ہم اُسی کے بندے ہیں۔ لَٰذَا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ظاہر ہے انسان جس کو بھی اپنا رب مانتا ہے اُسی سے مدد مانگتا ہے۔ پھر وہ اُسی سے راستہ پوچھتا ہے کہ کدھر جانا ہے؟ اور کیا کرنا ہے؟ یہی وہ بات ہے جو سورۃ فاتحہ میں بھی سکھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانو، اُس کی بندگی کا عہد کرو، اُسی سے مدد مانگو اور پھر اُسی سے التجا کرو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا یعنی جن سے تو راضی ہوا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ جو نہ تیرے غضب کا شکار ہوئے اور نہ

ہی گمراہ ہوئے۔ اسی دعا کے جواب میں اگلی سورہ مبارکہ کا آغاز ہوا اِن الفاظ کے ساتھ کہ قرآن حکیم ہدایت ہے طلب گاروں کے لیے۔ گویا سورہ فاتحہ دعا ہے اور پورا قرآن حکیم جواب دعا۔

سورة البقرة

قرآن حکیم کا نقطہ عروج:

سورة بقرہ قرآن حکیم کی طویل ترین سورہ ہے جو ۲۸۶ آیات پر مشتمل ہے۔ اس سورہ مبارکہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَاءٌ وَإِنَّ سَنَاءَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ (ترمذی)

"ہر شے کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورة البقرة ہے۔"

یہ سورہ مبارکہ مدنی ہے جو ہجرت کے فوراً بعد اور غزوہ بدر سے پہلے نازل ہوئی۔

سورہ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

سورة البقرة کے دو حصے ہیں:

پہلا حصہ آیات ۱ تا ۱۵۲ (رکوع ۱ تا ۱۸) پر مشتمل ہے جس میں خطاب کا رخ سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل کی طرف ہے۔

دوسرا حصہ آیات ۱۵۳ تا ۲۸۶ (رکوع ۱۹ تا ۴۰) پر مشتمل ہے جس میں موجودہ امت مسلمہ یعنی مسلمانوں سے خطاب ہے۔

پہلا حصہ آیات ۱ تا ۱۵۲ (رکوع ۱ تا ۱۸):

☆ آیات ۱ تا ۳۹ (رکوع ۱ تا ۴)

تمہیدی مضامین

تین انسانی کردار..... پکے مسلمان، پکے کافر اور منافقین

i - آیات ۲۰ تا ۲۰

قرآن حکیم کی دعوت

ii - آیات ۲۱ تا ۲۹

قرآن حکیم کا فلسفہ

iii - آیات ۳۰ تا ۳۹

سابقہ امت مسلمہ سے براہ راست خطاب

☆ آیات ۴۰ تا ۱۲۳ (رکوع ۵ تا ۱۴)

سابقہ امت مسلمہ کے لیے دعوت

i - آیات ۴۰ تا ۴۶

ii- آیات ۱۲۳ تا ۱۲۷ : سابقہ امت مسلمہ کے جرائم اور اُن کے لیے ملامت

☆ آیات ۱۲۲ تا ۱۵۲ (رکوع ۱۵ تا ۱۸) : تحویلی مضامین :

تحویلِ قبلہ کا بیان اور اس کے ساتھ تحویلِ امت کا اعلان یعنی سابقہ امت مسلمہ کی معزولی اور اُس کی جگہ مسلمانوں کو لوگوں کی امامت کا منصب عطا کرنے کا فیصلہ۔

دوسرا حصہ آیات ۱۵۳ تا ۲۸۶ (رکوع ۱۹ تا ۴۰) :

اس حصہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے جس میں چار مضامین کا بیان ہے :

i - عبادات سے متعلق احکامات

ii- معاملات سے متعلق احکامات

iii - جہاد بالمال یعنی انفاق فی سبیل اللہ

iv- جہاد بالسیف یعنی قتال فی سبیل اللہ

پہلے دو مضامین کا تعلق احکاماتِ شریعت سے اور آخری دو مضامین نفاذِ شریعت سے متعلق ہیں۔ یہ چاروں مضامین اس حصہ میں بار بار آئے ہیں۔ گویا یہ حصہ ایک ایسی ڈور کی مانند ہے جسے مذکورہ مضامین کی چار لڑیوں سے پرو کر بٹا گیا ہے۔ اس ڈور میں پانچ قیمتی موتی بڑی بڑی آیات کی صورت میں ٹانک دیے گئے ہیں۔

یہ پانچ آیات حسبِ ذیل ہیں :

i- آیتُ الآیات (ایک ہی آیت میں کئی آیات کا بیان) آیت ۱۶۴

ii- آیت البر (نیکی کے بیان پر جامع آیت) آیت ۱۷۷

iii- آیت الاختلاف (انسانوں میں اختلاف پیدا ہونے کا سبب) آیت ۲۱۳

iv- آیت الکمرسی (تمام آیات قرآنی کی سردار) آیت ۲۵۵

v- آیت الدین (قرض کے معاملہ کے لیے ہدایت) آیت ۲۸۲

آیات ۱ تا ۵

قرآن حکیم کن کے لیے ہدایت ہے؟

الف۔ لام۔ میم۔	اَلَمْ ①
یہ وہ کامل کتاب ہے	ذٰلِكَ الْكِتٰبُ
نہیں کوئی شک جس میں	لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ
ہدایت ہے پر ہیزگاروں کے لیے۔	هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ②
وہ جو ایمان لاتے ہیں غیبی حقائق پر	الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ
اور قائم کرتے ہیں نماز	وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے انہیں (اللہ کی خوشنودی کے کاموں) میں خرچ کرتے ہیں۔	وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③
اور جو ایمان لاتے ہیں اُس (وحی) پر جو نازل کی گئی آپ کی طرف	وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ
اور اُس پر بھی جو نازل کی گئی آپ ﷺ سے پہلے	وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ
اور آخرت پر تو وہ یقین رکھتے ہیں۔	وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ ④
یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے	اُولٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ
اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔	وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤

پہلی آیت حروف مقطعات الف۔ لام۔ میم پر مشتمل ہے۔ مفسرین کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ ان حروف کے حقیقی معانی اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں۔ دوسری آیت قرآن حکیم کی تمہیدی آیت ہے جس کا ایک حصہ اس مبارک کتاب کی عظمت بیان کر رہا ہے۔ فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِیْهِ وَہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے یعنی بلاشبہ یہ وہ کتاب ہے جس کا تورات و انجیل میں تذکرہ تھا اور اس کے مضامین بھی ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں۔ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو اس دعویٰ سے اپنی تعلیمات کا آغاز کرتی ہے۔

آیات ۳ اور ۴ میں ایسے بندوں کی پانچ صفات کا ذکر ہے جنہیں قرآن حکیم سے ہدایت نصیب ہوئی ہے۔ پہلی صفت ہے کہ وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں یعنی بن دیکھے مانتے ہیں۔ آج کے سائنسی دور میں اور سیکولر سوچ کے تحت حقائق صرف اُن ہی امور کو تسلیم کیا جاتا ہے جو کہ انسان کے حواسِ خمسہ کی گرفت میں آئیں۔ لیکن قرآن اُن کے لیے ہدایت ہے جو یقین رکھتے ہوں کہ اصل حقائق وہ ہیں جو ہمارے حواسِ خمسہ کی پہنچ سے دور اور سرحدِ ادراک سے پرے (beyond) ہیں۔ گویا مادہ پرستی، عقل پرستی اور ظاہر پرستی کی نفی ہدایتِ قرآنی کے حصول کے لیے شرطِ اول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآن حکیم کے بیان کردہ غیبی حقائق اور معجزات کی مادہ پرستانہ توجیح کی کوشش کیں وہ گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ دوسری صفت بیان ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی مسلسل یاد کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ وہ دل سے دنیا کی محبت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔ اُن کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ تعصبات سے بالاتر ہو کر قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ آخری صفت یہ ہے کہ وہ آخرت کی باز پرس پر گہر یقین رکھتے ہیں۔ یہ صفات بیان کرنے کے بعد آیت ۵ میں ارشاد ہوا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی لوگ آخرت میں فلاح پانے والے ہوں گے۔

[illegible]

آیات ۶ تا ۷

ہدایت سے محروم کون ہوتے ہیں؟

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
برابر ہے اُن پر	سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ
چاہے آپ خبردار کریں انہیں	ءَاَنْذَرْتَهُمْ
یا خبردار نہ کریں انہیں	أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
وہ ایمان نہیں لائیں گے۔	لَا يُؤْمِنُونَ ①
مہر لگادی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر	خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ
اور اُن کے کانوں پر	وَعَلَى سَمْعِهِمْ ②
اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے	وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ
اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔	وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ③

ان آیات میں اُن کفار کا ذکر ہے جو حق واضح ہونے کے باوجود کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا (سورۃ الصف آیت ۵) کے مصداق فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ اُن کے لیے برابر ہے کہ آپ ﷺ انہیں سمجھائیں یا نہ سمجھائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بقول شاعر۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

آیات ۸ تا ۱۲

منافقانہ کردار کیا ہے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں
أَمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ	ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝۸	حالانکہ وہ نہیں ہیں ایمان لانے والے۔
يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا	وہ فریب دینے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ کو اور اُن کو جو ایمان لائے
وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ	اور وہ فریب نہیں دے رہے مگر اپنے آپ کو
وَمَا يَشْعُرُونَ ۝۹	اور وہ نہیں سمجھ رہے۔
فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ	اُن کے دلوں میں بیماری ہے۔
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا	پس بڑھادیا ہے انہیں اللہ نے بیماری میں۔
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے
بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝۱۰	کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے
لَا تَفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ	فساد نہ پھیلاؤ زمین میں
قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۱۱	وہ کہتے ہیں بے شک ہم تو ہیں ہی اصلاح کرنے والے۔

سن لو! بے شک وہی ہیں فساد پھیلانے والے	أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ
اور لیکن وہ نہیں سمجھ رہے۔	وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۶﴾

یہ آیات منافقین کے طرزِ عمل کو بڑی وضاحت سے بیان کر رہی ہیں۔ منافقین دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن غیر شعوری طور پر وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اُن کی یہ منافقت شعوری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کی صورت میں ایک بیماری ہے جو دلوں کو زنگ آلود کرتی جاتی ہے۔ وہ کفار سے دوستی کر کے حق اور باطل کے درمیان مصالحت کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ مصالحت نہیں بلکہ فساد ہے۔ بقول اقبال۔

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

یہ فسادِ اس اعتبار سے بھی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کے بجائے منفی تبصرے کر کے پورے نظمِ جماعت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

آیات ۱۳ تا ۱۶

گھائے کا سودہ

اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے	وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ
ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے ہیں دوسرے لوگ	آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ
وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں اُس طرح جیسے ایمان لائے ہیں بے وقوف لوگ؟	قَالُوا أَنْتُمْ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۖ

سن لو! بے شک یہی لوگ بے وقوف ہیں، لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔	اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۲﴾
اور جب بھی وہ ملتے ہیں اُن سے جو ایمان لائے	وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے	قَالُوْا اٰمَنَّا ۖ
اور جب بھی وہ تنہائی میں ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس	وَ اِذَا خَلَوْا۟ اِلٰی شَیْطٰنِهِمْ ۙ
کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں	قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ
بے شک ہم تو صرف مذاق کرنے والے۔	اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۳﴾
اللہ بدلہ لیتا ہے مذاق اڑانے کا اُن سے	اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهٖمْ
اور ڈھیل دیتا ہے انہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔	وَيَبْدُوْهُمْ فِیْ طٰغْيٰنِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۴﴾
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے لے لی گمراہی ہدایت کے بدلے	اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَشْتَرُوا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ۖ
تو کچھ فائدہ نہ دیا اُن کی تجارت نے	فَبَا رَبْحٍ تَبْتَاعُوْهُمْ
اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والے۔	وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۵﴾

جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ بڑے طنز کے ساتھ کہتے ہیں کیا ہم ان پاگلوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یہ بیوقوف ہیں جنہیں نہ اپنے نفع نقصان کی فکر ہے اور نہ مستقبل کی پروا۔ ہماری کوئی مت ماری ہوئی ہے۔ ہم سمجھدار (sensible) لوگ ہیں، بچ بچ کر اور سوچ سمجھ کر چلتے ہیں۔ اس پر بڑی سخت ڈانٹ پلائی گئی۔ فرمایا کہ آگاہ ہو

جاؤ کہ یہی بیوقوف ہیں۔ مت ان کی ماری گئی ہے لیکن انہیں اس کا اندازہ ہی نہیں ہے۔ یہ بد نصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی لے کر خسارے کا سودا کیا ہے۔

آیات ۷ تا ۲۰

کافروں اور منافقین کے لیے تمثیل

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ	اُن کا حال یہ ہے جیسے کہ مثال اُس شخص کی جس نے جلائی آگ
فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ	پھر جب روشن کر دیا آگ نے اُس کے ماحول کو
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ	لے گیا اللہ اُن کے نور (بینائی) کو
وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ	اور چھوڑ دیا انہیں اندھیریوں میں
لَا يَبْصِرُونَ ﴿۷﴾	وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔
صُمٌّ بُكْمٌ عُمْى	وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں
فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۸﴾	پس وہ نہیں لوٹیں گے۔
اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ	یا برسنے والی بارش کی طرح آسمان سے
فِيهِ ظُلُمٌ وَّرَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ	اس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور چمک
يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ فِي اُذُنِهِمْ	وہ ٹھونستے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں
مِّنَ الصَّوَاعِقِ	بجلیوں کی آواز کی وجہ سے

موت سے ڈرتے ہوئے	حَذَرَ الْمَوْتِ ط
اور اللہ کھیر لینے والا ہے کافروں کو۔	وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۱۹
قریب ہے کہ بجلی کی چمک مٹا دے اُن کی آنکھوں کو	يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ
جب بھی بجلی روشنی کرتی ہے اُن کے لیے وہ چل پڑتے ہیں اُس (روشنی) میں	كَلِمًا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَافِيهِ ۚ
اور جب وہ اندھیرا کر دیتی ہے اُن پر کھڑے رہ جاتے ہیں	وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا
اور اگر اللہ چاہے لے جائے اُن کی سننے کی قوت اور بینائی	وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ
بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ

سج

ان آیات میں کفر پر اڑ جانے والے کافروں اور منافقین کے لیے تمثیل بیان ہوئی ہیں۔ کافروں کے لیے یہ تمثیل بیان ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل گمراہی کا اندھیرا تھا۔ حق کو دیکھنا ممکن نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ہدایت کا چراغ جلایا اور روشنی ہو گئی لیکن ان کافروں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی چھین لی۔ لہذا وہ اب بھی اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ منافقین کے لیے آسمانی بجلی کی تمثیل دی گئی۔ بجلی چمکی تو چل پڑے ورنہ کھڑے رہے۔ گویا یہ لوگ فائدہ سمیٹنا چاہتے ہیں لیکن مشکلات میں ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

قرآن حکیم کی دعوت

اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی	يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ
وہ جس نے پیدا کیا تمہیں	الَّذِي خَلَقَكُمْ

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور اُن کو بھی جو تم سے پہلے گزرے ہیں
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾	تاکہ تم بچ سکو (اُس کی نافرمانی اور عذاب سے)۔
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا	جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا
وَالسَّمَاءَ بَنَاءً ۖ	اور آسمان کو چھت
وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً	اور برسیا آسمان سے پانی
فَاَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ	پھر نکالے اُس کے ذریعے پھل جو رزق ہیں تمہارے لیے
فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اُنْدَادًا	پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے شریک
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾	جبکہ تم جانتے ہو۔

یہ آیات قرآن حکیم کی دعوت بیان کر رہی ہیں۔ دعوت کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رب مانو اور اُس کی عبادت کرو یعنی پورے ذوق و شوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اُس کی اطاعت کرو۔ عبادت تمہارا مقصد تخلیق ہے اور اسی کے ذریعہ تم دنیا میں دردِ در کی ٹھوکریں کھانے اور آخرت میں عذاب سے بچ سکتے ہو۔ دعوت کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ تمہارے لیے زمین، آسمان، بارش اور رزق کی نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائی ہیں، لہذا اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑی نا انصافی اور احسان فراموشی ہے۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

قرآن حکیم کی عظمت

وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا	اور اگر تم ہوشک میں اس (قرآن) کے بارے میں جو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندے (محمدؐ) پر
--	---

فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۝	تو لے آؤ کوئی ایک سورۃ اس جیسی
وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ	اور بلا لو اپنے مددگاروں کو اللہ کے سوا
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۱	اگر تم سچے ہو۔
فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا	پھر اگر تم نے ایسا نہیں کیا
وَكُنْ تَفْعَلُوا	اور نہ کبھی کر سکو گے
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۝۳۲	تو بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن ہیں لوگ اور پتھر
أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝۳۳	وہ تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔
وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا	اور اے نبی! بشارت دیجئے انہیں جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ	کہ اُن کے لیے ایسے باغات (تیار) ہیں
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝۳۴	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
كُلَّابَارٍ زُقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَّزَقًا ۝۳۵	جب بھی انہیں رزق دیا جائے گا ان (باغات) میں سے پھلوں والا رزق
قَالُوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ ۝۳۶	وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں دیا گیا تھا پہلے بھی
وَأَنُؤِ بِهِ مُتَشَابِهًا ۝۳۷	اور اُن کے پاس لایا جائے گا ملتا جلتا رزق
وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۝۳۸	اور اُن کے لیے وہاں ہوں گی پاکیزہ بیویاں

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾

اور وہ وہاں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

ان آیات میں قرآن حکیم کی معجزانہ حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہیں شک ہے اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے تو اس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ لے آؤ۔ ساتھ ہی آگاہ کر دیا گیا کہ تم ایسا ہرگز نہ کر سکو گے لہذا پچو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر۔ اس کے بعد باعمل اہل ایمان کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

قرآن حکیم سے کون گمراہ ہوتے ہیں؟

بے شک اللہ عار نہیں فرماتا کہ بیان کرے کوئی مثال جو ہو پھر کی	إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيَ أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً
پھر اُس کی جو اوپر ہے اُس سے (حقیر ہونے میں)	فَمَا فَوْقَهَا
پس وہ لوگ جو ایمان لائے	فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
تو وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے اُن کے رب کی طرف سے	فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ
اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا
پس وہ کہتے ہیں کہ کیا چاہتا ہے اللہ اس سے بطور مثال	فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۖ
گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہت سوں کو	يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۖ
اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہت سوں کو	وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۗ
اور گمراہ نہیں کرتا اس سے مگر نافرمانوں کو۔	وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ۖ	وہ جو توڑ دیتے ہیں اللہ سے کیے ہوئے عہد کو اُسے پختہ کرنے کے بعد
وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ	اور کاٹ ڈالتے ہیں اُن رشتوں کو، حکم دیا ہے اللہ نے جن کے بارے میں کہ انہیں جوڑا جائے
وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ	اور فساد مچاتے ہیں زمین میں
أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٢٤﴾	یہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

ان دو آیات میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اسی قرآن کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ گمراہ صرف اُن فاسقوں کو کرتا ہے جو:

1. اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑ دیں۔
2. قرابت داروں، سلفِ صالحین اور نیک لوگوں کے ساتھ تعلق قائم نہ رکھیں۔
3. اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے پھریں۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

قرآن حکیم کا فلسفہ

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ	تم کیسے انکار کرتے ہو اللہ کا
وَ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا	حالانکہ تم مردہ تھے
فَأَحْيَاكُمْ	تو اُس نے زندہ کیا تمہیں
ثُمَّ يَمِيتُكُمْ	پھر وہی موت دے گا تمہیں

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ	پھر وہی (دوبارہ) زندہ کرے گا تمہیں
ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾	پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا	وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھ ہے زمین میں سب کا سب
ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ	پھر اُس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف
فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ ط	تو انہیں ٹھیک ٹھیک بنادیا سات آسمانوں کی شکل میں
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٢﴾	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

۲۴

یہ آیات قرآن حکیم کے فلسفہ کا خلاصہ پیش کر رہی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کے بارے میں ذہن انسانی میں پیدا ہونے والے اُن سوالات کا جواب دیا ہے جن سے فلسفہ بحث کرتا ہے۔ انسان کی تخلیق کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہر انسان کی روح کو پیدا کیا اور اُس سے اپنے رب ہونے کا اقرار یعنی عہد الست لیا۔ پھر اُسے موت کی نیند سلا دیا۔ پھر زندہ کر کے جسم کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ پھر وہ اُسے دوبارہ موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اپنی بارگاہ میں جو ابد ہی کے لیے حاضر کرے گا۔ اسی طرح یہ کائنات بھی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اسے انسان کے لیے مسخر کر دیا تاکہ وہ اس سے استفادہ کر سکے۔

آیات ۳۰ تا ۳۴

انسان کی عظمت

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اور (یاد کرو) جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے
إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ط	بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ
قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا	وہ کہنے لگے کیا آپ بناتے ہیں (خلیفہ) زمین میں

مَنْ يَفْسِدُ فِيهَا	اُسے جو فساد مچائے گا اس میں
وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ ^ج	اور بہائے گا خون؟
وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ	حالانکہ ہم تسبیح کرتے ہیں آپ کی حمد کے ساتھ
وَنُقَدِّسُ لَكَ ^ط	اور پاکی بیان کرتے ہیں آپ کی
قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ^{۳۰}	فرمایا اللہ نے بے شک میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے۔
وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا	اور اُس نے سکھائے آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام
ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ^{۳۱}	پھر پیش کیا انہیں فرشتوں کے سامنے
فَقَالَ الْاَنْبِیُّوْنَ بِاَسْمَاءِ هٰۤؤُلَآءِ	پھر فرمایا بتاؤ مجھے نام ان چیزوں کے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ^{۳۲}	اگر تم سچے ہو۔
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ	کہا فرشتوں نے (اے اللہ!) پاک ہے آپ ہی کی ذات
لَا عِلْمَ لَنَا	کوئی علم نہیں ہمارے پاس
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ^ط	سوائے اُس کے جو آپ نے سکھایا ہمیں
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ^{۳۳}	بے شک آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمالِ حکمت والے ہیں۔
قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ^ج	فرمایا اللہ نے اے آدمؑ! بتا دو انہیں ان چیزوں کے نام
فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ^{۳۴}	پھر جب آدمؑ نے بتا دیے انہیں ان چیزوں کے نام

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ	فرمایا اللہ نے (فرشتوں سے) کیا میں نے نہیں کہا تھا تم سے
اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	بے شک میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کے تمام راز
وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۝۳۲	اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپایا کرتے تھے۔
وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور (یاد کرو) جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدمؑ کو
فَسَجَدُوْا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ۝۳۳	تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
اَبٰی وَ اسْتَكْبَرَ ۝۳۴	اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا
وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝۳۵	اور ہو گیا کافروں میں سے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافتِ ارضی کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحبِ علم بنایا اور اسی وجہ سے انہیں فرشتوں پر فضیلت دی۔ اس فضیلت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔ یہ حکم انسان کی عظمت کے لیے ایک بے مثال دلیل بن گیا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کر کے انسان کی عظمت کا اعتراف کیا۔ البتہ ابلیس نے (جو کہ جنات میں سے تھا) سجدہ نہ کیا۔ اُس نے بڑے تکبر سے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور سرکشی کی وجہ سے کافر قرار پایا۔

آیات ۳۵ تا ۳۷

زمین پر ہونے والے امتحان کا تجربہ

وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّةَ	اور ہم نے فرمایا اے آدمؑ! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں
--	--

وَكُلًّا مِنْهَا رَعَدًا حَيْثُ شِئْتُمْ ^ص	اور دونوں کھاؤ اس سے جتنا چاہو، جہاں سے چاہو
وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ	اور نہ قریب جانا اس درخت کے
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ^{٥٩}	ورنہ ہو جاؤ گے ظالموں میں سے۔
فَازْلَمَ الشَّيْطَانُ عَنْهَا	پھر بہکا دیا اُن دونوں کو شیطان نے اُس درخت کے حوالے سے
فَاخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ	پس نکلوا دیا اُن دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے
وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ^ج	اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے
وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ	اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے
وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ^{٦١}	اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت مقررہ تک۔
فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ	پس سیکھ لیے آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات (جن کے ذریعے انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی)
فَتَابَ عَلَيْهِ ^ط	تو اللہ نے توبہ قبول فرمائی اُن کی
إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ^{٦٢}	بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

یہ آیات اُس آزمائش کا ذکر کر رہی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کو جنت میں گزارا۔ اُن پر ابلیس کی دشمنی واضح ہو گئی جس نے انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے برعکس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مائل کیا۔ حضرت آدمؑ اپنے کیے پر پشیمان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ

نے انہیں وہ کلمات سکھائے جن کے ذریعہ انہوں نے اظہارِ ندامت کیا اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و رحمت کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں اپنی رحمتیں عطا کرنے کی بشارت دی۔

آیات ۳۸ تا ۳۹

امتحانِ دنیا میں کون کامیاب ہوگا؟

فَلَمَّا أَهْبَطُوا مِنْهَا جَمِيعًا	ہم نے حکم دیا اتر جاؤ اس جنت سے سب کے سب
فَلَمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى	پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت
فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ	تو جنہوں نے پیروی کی میری ہدایت کی
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾	تو نہیں ہوگا کوئی خوف اُن پر اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔
وَالَّذِينَ كَفَرُوا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ	تو وہی جہنم والے ہیں
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۹﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حضرت آدمؑ کو توبہ کی قبولیت کی خوشخبری دینے کے بعد خلافت کے منصب کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیا گیا۔ گویا یہ شبہ غلط ہے کہ حضرت آدمؑ کو جنت سے اتر جانے کا حکم سزا کے طور پر دیا گیا تھا۔ مزید ارشاد ہوا کہ جس طرح ابلیس نے جنت میں حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل سے روکا اسی طرح وہ زمین پر بھی انسان کو اُس کی نافرمانی کی طرف مائل کرے گا۔ یہ ایک امتحان ہوگا جس میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کی پیروی کریں گے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو جھٹلائیں گے وہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے۔

آیات ۴۰ تا ۴۱ بنی اسرائیل کے لیے دعوت

یَبْنِیْ اِسْرَآئِیْلَ	اے بنی اسرائیل !
اَذْكُرُوا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ	یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے انعام کی تم پر
وَ اَوْفُوا بِعَهْدِیْ	اور پورا کرو مجھ سے کیا ہوا عہد
اَوْفِ بِعَهْدِكُمْ	میں بھی پورا کروں گا تم سے کیا ہوا عہد
وَ اِیَّایْ فَارْهَبُوْنِ ۝۴۰	اور صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو۔
وَ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ	اور ایمان لاؤ اُس کلام پر جو میں نے نازل کیا ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	وہ تصدیق کرنے والا ہے اُن کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں
وَ لَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ کٰفِرٍ بِهٖ ۝۴۱	اور تم نہ ہو جاؤ سب سے پہلے انکار کرنے والے اس کے
وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیَتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۝۴۲	اور نہ لو میری آیات کے بدلے معمولی سی قیمت
وَ اِیَّایْ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۳	اور صرف میری ہی پرہیزگاری اختیار کرو۔

آیت ۴۰ سے بنی اسرائیل سے خطاب کا آغاز ہوا۔ یہ خطاب آیت ۲۳ تک جاری رہے گا۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے۔ اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ ان میں سینکڑوں کے حساب سے نبیؑ اور رسولؑ آئے۔ اب اُن کے لیے امتحان ہوا کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائیں جو حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے تھے۔ آیت ۴۰

۴۶ تا ۴۲ میں بنی اسرائیل کے لیے دعوت کا بیان ہے۔ انہیں نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم پر ایمان لانے میں سبقت لے جانے کی دعوت دی گئی اور اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کا پاس کرنے کا حکم دیا گیا۔ انہیں خبردار کیا گیا کہ وہ دنیا کے حقیر مفادات کے عوض اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُس سے کیے گئے عہد کا سودا نہ کریں۔ یہاں جس عہد کا ذکر ہے اُس کی تفصیل آیت ۸۳ میں بیان ہوگی۔

آیات ۴۲ تا ۴۶

بنی اسرائیل کے لیے ہدایات

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ	اور مت ملایا کرو حق کو باطل کے ساتھ
وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ	اور نہ ہی چھپاؤ حق کو
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾	جبکہ تم جانتے ہو۔
وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ	اور قائم کیا کرو نماز
وَأَتُوا الزَّكَاةَ	اور ادا کیا کرو زکوٰۃ
وَارْكَعُوا مَعَ الرُّكُعِينَ ﴿۴۳﴾	اور رُکوع کرو رُکوع کرنے والوں کے ساتھ۔
اتَّامِرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ	کیا تم تلقین کرتے ہو لوگوں کو نیکی کی
وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ	اور بھلا دیتے ہو اپنے آپ کو
وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۖ	حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب!
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ	اور مدد لو صبر اور نماز سے
وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝۳۵	اور بلاشبہ یہ بھاری ہیں مگر اُن پر (بھاری نہیں) جو عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔
الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبَّهُمْ	جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے
وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝۳۶	اور وہ اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ حق و باطل کی آمیزش، حق کو چھپانے اور قول و فعل کے تضاد سے منع کیا گیا۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ اگر وہ حق و باطل کے معرکہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے ہیں تو خشوع و خضوع سے نماز ادا کریں اور احکاماتِ خداوندی پر استقامت سے عمل کرتے رہیں۔

آیات ۷ تا ۲۸

نجاتِ اخروی کے لیے جھوٹے سہاروں کی نفی

يٰۤبَنِي إِسْرَءِيلَ	اے بنی اسرائیل !
اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ	یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے انعام کی تم پر
وَإِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝۳۷	اور بے شک میں نے فضیلت دی تھی تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا	اور ڈرو اُس دن سے جب کام نہ آ سکے گا کوئی شخص کسی کے کچھ بھی
وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً	اور نہ قبول کی جائے گی اُس سے کوئی سفارش

وَلَا يُوْخِذُ مِنْهَا عَدْلٌ	اور نہ لیا جائے گا اُس سے کوئی فدیہ
وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۳۸﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی اور اُن جھوٹے سہاروں کی زور دار نفی کی گئی جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود آخرت میں سزا سے بچنے کی امید رکھتا ہے۔ یہ سہارے شفاعتِ باطلہ، کسی نیک انسان کے ساتھ زبانی کلامی نسبت یا کچھ دے دلا کر جرائم کی سزا سے بچنے کے تصورات ہیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۲

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بنی اسرائیل کی بے وفائی

وَإِذْ نَجَّيْنَاكَ مِنَ الْفِرْعَوْنَ	اور یاد کرو جب نجات دی ہم نے تمہیں فرعونوں سے
يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ	وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب
يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ	وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو
وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۖ	اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری عورتوں کو
وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۴۹﴾	اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔
وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمْ الْبَحْرَ	اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہارے لیے سمندر کو
فَأَنْجَيْنَاكُمْ	پھر ہم نے بچا لیا تمہیں
وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ	اور ڈبو دیا فرعونوں کو

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۰﴾	جبکہ تم دیکھ رہے تھے۔
وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً	اور یاد کرو جب ہم نے وعدہ لیا موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ	پھر بنا لیا تم نے چھڑے کو (معبود) اس کے بعد
وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۵۱﴾	اور تم ظالم تھے۔
ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ	پھر ہم نے درگزر کیا تم سے اس کے بعد
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۲﴾	تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعونوں کے ظلم و ستم سے بچایا۔ وہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور بچیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعونوں کو معجزانہ طور پر سمندر میں غرق کر دیا اور بنی اسرائیل کو صحرائے سینا میں پہنچا دیا۔ بنی اسرائیل نے اس احسانِ عظیم کی ناشکری کی اور چھڑے کی ایک مورت کو معبود بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں پر مرتد کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ کچھ مرتدین پر حد جاری کی گئی اور باقی کو حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر معاف کر دیا گیا۔

آیات ۵۳ تا ۵۴

مرتد کی سزا قتل

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ	اور جب ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب یعنی (حق اور باطل میں) فرق کرنے والی کسوٹی
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۵۳﴾	تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔
وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ	اور یاد کرو جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے

اے میری قوم! بے شک تم نے ظلم کیا اپنے آپ پر	يُقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
اپنے بنالینے سے بچھڑے کو معبود	بَاتَّخَذِكُمُ الْعِجْلَ
پس توبہ کرو اپنے خالق کے حضور	فَتُوبُوا اِلَىٰ بَارِئِكُمْ
اور قتل کرو اپنوں کو (جنہوں نے شرک کیا)	فَاَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ ط
یہ بہتر ہے تمہارے لیے تمہارے خالق کے نزدیک	ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط
پھر وہ نظرِ کرم کرے گا تم پر	فَتَابَ عَلَيْكُمْ ط
بے شک وہی ہے بہت نظرِ کرم کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔	اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۲﴾

شریعت میں مرتد کی سزا ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ ہر شخص اپنے اُس عزیز کو قتل کر دے جس نے بچھڑے کی مورت کی پوجا کر کے مرتد ہونے کا جرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حد جاری کر کے اُسے راضی کیا جاسکتا ہے اور اُس کی رضا اور رحمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی حدود نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۶

بنی اسرائیل کا عجیب مطالبہ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! ہم ہر گز نہ مانیں گے تمہاری بات	وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى كُنْ نُوْمِنَ لَكَ
یہاں تک کہ ہم دیکھ نہ لیں اللہ کو بالکل سامنے	حَتّٰى نَرٰى اللّٰهَ جَهْرَةً

پس آپکڑا تمہیں بجلی کی کڑک نے جبکہ تم دیکھ رہے تھے۔	فَاَخَذَتْكُمْ الصُّعْقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۵﴾
پھر ہم نے زندہ کیا تمہیں تمہارے مرنے کے بعد	ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ
تاکہ تم شکر ادا کرو۔	لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۶﴾

جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی تعلیمات پیش کیں تو انہوں نے ان تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کے حوالے سے شک کا اظہار کیا۔ ان کو اطمینان دلانے کے لیے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپؑ قوم کے چند سرداروں کو کوہ طور پر لے آئیں۔ ہم آپؑ کو اپنا کلام سنائیں گے تو انہیں بھی ہمارے کلام کے بارے میں یقین آجائے گا۔ حضرت موسیٰؑ ستر سرداروں کو کوہ طور پر لے گئے۔ وہاں جا کر وہ کہنے لگے ہم تو اس وقت یقین کریں گے جب اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دیکھ لیں۔ اس طرح سے ضد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔ آسمانی بجلی اور زمینی زلزلہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے معافی طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں پھر سے زندہ کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

بنی اسرائیل پر انعامات اور ان کی ناشکری

اور ہم نے سایہ کر دیا تم پر بادل کا	وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ
اور اتارا تم پر من و سلویٰ	وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّٰنَ وَ السَّلْوٰی
کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے عطا کی ہیں تمہیں	كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
اور انہوں نے ظلم نہیں کیا ہم پر	وَمَا ظَلَمُوْنَا
اور لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔	وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ	اور جب ہم نے حکم دیا داخل ہو جاؤ اس بستی میں
فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا	پھر کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو، جتنا چاہو
وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	اور داخل ہو دو روازہ سے سر جھکائے ہوئے
وَقُولُوا حِطَّةٌ	اور دعا مانگنا بخش دے ہمیں
نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ	ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں
وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۸﴾	اور ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔
فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ	پھر بدل دیا اُن لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا بات کو برخلاف اُس بات کے جو کہی گئی تھی اُن سے
فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا	تو ہم نے نازل کیا اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا
رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ	عذاب آسمان سے
بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۵۹﴾	اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے۔
وَإِذْ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ	اور یاد کرو جب پانی مانگا موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ	تو ہم نے فرمایا مارو اپنی لاٹھی سے اس پتھر کو
فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا	تو پھوٹ نکلے اُس میں سے بارہ چشمے
قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ	پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا گھاٹ
كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللَّهِ	کھاؤ اور پیو اللہ کے دیے ہوئے رزق سے

پہنچ

وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝	اور نہ پھر وزمین میں فساد مچاتے ہوئے۔
--	---------------------------------------

ان آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے کئی احسانات کا بیان ہے۔ صحرائے سینا میں من و سلویٰ کی صورت میں انہیں بہترین خوراک فراہم کی گئی۔ بارہ قبائل کے لیے پانی کے بارہ چشمے ایک ہی چٹان سے جاری کر دیے گئے۔ بادلوں کو ان پر مسلسل سائبان بنا دیا گیا۔ فاتح کی حیثیت سے ایک شہر میں داخل ہونے کا اعزاز عطا کیا گیا۔ بخشش کی دعا مانگنے پر بخشش کی بشارت دی گئی۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ناقدری کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر انہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا۔

آیت ۶۱

ناشکری کی سزا

وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى	اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ!
كُنْ نَصِيرًا عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ	ہم ہر گز صبر نہیں کریں گے ایک ہی طرح کے کھانے پر
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ	پس آپ دعا کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُثْبِتُ الْأَرْضُ	نکالے ہمارے لیے اُس میں سے جو اگاتی ہے زمین
مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا ۖ	ساگ اور کلثری اور گیہوں اور مسور اور پیاز میں سے
قَالَ اَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۖ	موسیٰ نے کہا کیا تم لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اُس کے بدلے میں جو عمدہ ہے
اِهْبِطُوا مِصْرًا	جاؤ آباد ہو جاؤ کسی شہر میں
فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ	پھر بے شک تمہارے لیے ہو گا وہ جو تم نے مانگا
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ	اور مسلط کر دی گئی اُن پر ذلت اور محتاجی

وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ط	اور وہ لوٹے ایک غضب کے ساتھ اللہ کی طرف سے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ	یہ اس لیے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ کی آیات کا
وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط	اور قتل کرتے تھے انبیاء کو ناحق
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ع	یہ اس لیے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔

ع

بنی اسرائیل نے ناشکری کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ ہم من و سلویٰ کھا کھا کر اکتا چکے ہیں۔ ہمیں تو ایسی غذائیں پسند ہیں جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کا نزول ختم کر دیا اور انہیں کہا کہ کھیتی باڑی کر کے زمین سے اپنی پسندیدہ غذا حاصل کر لو۔ وہ محنت و مشقت کے عادی نہ رہے تھے لہذا شدید محتاجی اور غذا کی قلت سے دوچار ہوئے۔ پھر مسلسل اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی، انبیاء کے ناحق قتل اور دیگر زیادتیوں کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کے غضب اور درد کی ٹھوکریں کھانے کی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

آیت ۶۲

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے (یعنی مسلمان)
وَالَّذِيْنَ هَادَوْا	اور وہ جو یہودی ہوئے
وَالنَّصٰرٰى	اور جو عیسائی ہیں
وَالصَّبِيْنَ	اور جو صابی ہیں
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَعِبِلَ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا
فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ	تو ایسے لوگوں کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے ہاں
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	اور نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۲﴾	اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اس آیت میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک مسلمان اور تین کافر گروہ۔ ان میں سے ہر گروہ اپنے اپنے رسول کے زمانے میں حق پر تھا۔ اب یہ سعادت صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ البتہ محض کسی گروہ میں شامل ہونا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ اُن کے گروہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص رشتہ ہے جو دوسرے انسانوں سے نہیں ہے۔ لہذا جو اُن کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ خواہ اعمال اور عقائد کے لحاظ سے کیسا ہی ہو، بہر حال نجات اُس کے لیے مقدر ہے، اور باقی تمام انسان جو اُن کے گروہ سے باہر ہیں وہ صرف جہنم کا ایندھن بننے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ اس آیت میں یہودیوں کے اس باطل دعوے کی تردید کی گئی ہے۔ انہیں آگاہ کیا گیا کہ کسی رسول یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے کافی نہیں۔ جہنم سے نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

بنی اسرائیل کی عہد شکنی

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ وعدہ
وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ	اور بلند کیا تم پر طور پہاڑ کو
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ	(اور حکم دیا) پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے

وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ	اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۳﴾	تاکہ تم بچ سکو اللہ کی نافرمانی سے۔
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ	پھر منہ موڑ لیا تم نے پختہ وعدہ کرنے کے بعد
فَاَكْفُرُوا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ كُمُورٌ وَرَحْمَتُهُ	تو اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴﴾	تم یقیناً ہو جاتے خسارہ پانے والوں میں سے۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے انہیں شریعت کے احکامات سنائے اور اُن پر عمل کے حوالے سے عہد کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ انکار کرنے لگے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو زمیں سے اٹھا کر فضا میں سائبان کی طرح اُن کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل ڈرنے لگے کہ شاید یہ پہاڑ اُن پر گر جائے گا۔ اس کیفیت میں اب انہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا۔ اس عہد کی تفصیلات سورۃ البقرۃ آیات ۸۳ اور ۸۴ میں بیان ہوئی ہیں۔ انہیں حکم دیا گیا کہ اس عہد کی تعلیمات کو یاد رکھنا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رہ سکو۔ بنی اسرائیل کی بد نصیبی کہ اُن کی اکثریت اس عہد کی خلاف ورزی کرتی رہی۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

بنی اسرائیل کے لیے عبرتناک سزا

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اَعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ	اور تم خوب جانتے ہو انہیں جنہوں نے نافرمانی کی تھی تم میں سے سبت کے قانون کی
فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِيْنَ ﴿۱۵﴾	تو ہم نے حکم دیا انہیں کہ بن جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے۔
فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا	پس ہم نے بنا دیا اس سزا کو عبرت اُن کے لیے جو اس

وَمَا خَلَقَهَا	اور جو اُس کے بعد آنے والے تھے
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾	اور نصیحت پر ہیزگاروں کے لیے۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کو اُن کی سبت کے قانون کی نافرمانی اور اس پر بندر بنائے جانے کی سزا کا واقعہ یاد دلایا گیا۔ اس سزا کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اُس دور بلکہ رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا۔ سبت والوں کی داستان سورہ اعراف کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں بیان کی گئی ہے۔

آیات ۶۷ تا ۷۱

اللہ تعالیٰ کے حکم پر بے چون و چرا عمل کرو

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ	اور یاد کرو جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً	بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں کہ ذبح کرو ایک گائے
قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا	اُنہوں نے کہا کیا آپؑ کر رہے ہیں ہم سے مذاق؟
قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٨﴾	موسیٰؑ نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی کہ میں (مذاق کر کے) ہو جاؤں جاہلوں میں سے۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ	وہ واضح کرے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے)؟
قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ	موسیٰؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے

بے شک وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ بچھیا	إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ
اوسط عمر کی ہے ان کے درمیان	عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ
تو کرو جو تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔	فَاعْمَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿۱۸﴾
کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے	قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
وہ واضح کرے ہمارے لیے کہ کیسا ہے اُس کا رنگ؟	يُبَيِّنُ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۖ
موسیٰؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے	قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ
بے شک وہ زرد رنگ کی گائے ہے	إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ
گہرا ہے اُس کا رنگ	فَاتَّخِذْ لَوْنُهَا
بھلی لگتی ہے دیکھنے والوں کو۔	تَسْرُ النَّظِيرِينَ ﴿۱۹﴾
کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے	قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
وہ واضح کر دے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے)؟	يُبَيِّنُ لَنَا مَا هِيَ ۚ
بے شک گائیں ملتی جلتی ہیں ہمارے لیے	إِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا
اور بے شک ہم اگر چاہا اللہ نے تو ضرور ہدایت پانے والے ہوں گے۔	وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿۲۰﴾
موسیٰؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے	قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ
بے شک وہ گائے ہے جو سدھائی ہوئی نہیں ہے کہ	إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ

جوتتی ہو زمین کو	
اور نہ ہی پانی دیتی ہے کھیتی کو	وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ
وہ بالکل سالم ہے اور کوئی عیب نہیں اُس میں	مُسْلِمَةً لَّا شَيْءَ فِيهَا
کہنے لگے اب آپ لائے ہیں صحیح بات	قَالُوا لَعَنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۝
پھر انہوں نے ذبح کر دیا متعین گائے کو	فَذَبَحُوهَا
اور وہ لگتے نہ تھے ایسا کرتے۔	وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۝

ع

ان آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے حکم پر عمل کرنے کے بجائے حضرت موسیٰؑ سے گائے کے بارے میں طرح طرح کے سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔ ان سوالات کے نتیجے میں اُن کے لیے لازم کر دیا گیا کہ وہ ایسی گائے ذبح کریں جس کو انہوں نے تقدس کا درجہ دیا ہوا تھا۔ اس واقعہ کے بیان سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے آجائے تو فوراً اس کی تعمیل کرنی چاہیے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ تعالیٰ کی نشانی

اور یاد کرو جب تم نے قتل کیا ایک شخص کو	وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا
پھر تم باہم جھگڑنے لگے اُس کے بارے میں	فَادْرَأْتُمْ فِيهَا
اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔	وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝
تو ہم نے فرمایا کہ مارو اس مقتول کو گائے کے کسی ٹکڑے سے	فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا

یوں زندہ کرتا ہے اللہ مردوں کو	كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى
اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں	وَيُرِيْكُمْ اٰیٰتِهٖ
تاکہ تم سمجھو۔	لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۱﴾
پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اس کے بعد	ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
پھر وہ ہیں پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ ہیں سختی میں	فِهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً
اور بے شک پتھروں میں سے یقیناً ایسے ہوتے ہیں کہ	وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ
بہہ نکلتی ہیں جن سے نہریں	وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ ط
اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایسے بھی ہیں جو پھٹتے ہیں تو	وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشِيَةِ اللّٰهِ ط
ہیں اللہ کے خوف سے۔	وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۲﴾
اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔	

ان آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب بنی اسرائیل میں سے کسی نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ جرم کا اعتراف کرنے کے لیے کوئی تیار نہ تھا۔ مجرم کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارو۔ مقتول زندہ ہوا اور اُس نے اپنے قاتل کی نشاندہی کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھی لیکن یہ معجزہ اور کئی سابقہ معجزات دیکھنے کے باوجود اسرائیلیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہ ہوا۔ بلکہ اپنے جرائم کی بے نقابی پر وہ ضد میں آ گئے اور اُن کے دل سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت۔

آیات ۷۵ تا ۷۷
جان بوجھ کر کلام الہی میں تحریف

اے مسلمانو! کیا تم یہ اُمید رکھتے ہو کہ وہ (یعنی یہودی) مان لیں گے تمہاری بات	اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوْا لَكُمْ
حالانکہ یقیناً ایک گروہ اُن میں سے ہے (ایسے لوگوں کا)	وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ
جو سنتے ہیں اللہ کا کلام	يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللّٰهِ
پھر بدل دیتے ہیں اُسے	ثُمَّ يَحْرِفُوْنَهُ
اس کے بعد کہ سمجھ لیتے ہیں اُسے	مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ
جبکہ وہ جانتے ہیں۔	وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾
اور جب وہ ملتے ہیں اُن سے جو ایمان لائے	وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں	قَالُوْا اٰمَنَّا۟
اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کے پاس	وَ اِذَا خَلَا۟ بِعَضٰثِهِمْ اِلٰیۢ بَعْضٍ
کہتے ہیں کیا تم بتاتے ہو مسلمانوں کو وہ باتیں جو واضح کی ہیں اللہ نے تم پر	قَالُوْا اَنْحَدِّثُوْهُمْۤ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰیكُمْ
تاکہ وہ جھگڑا کریں تم سے اُن کے ساتھ تمہارے رب کے پاس	لِيَحَاجُّوْكُمْۤ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ط

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٦﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟
أَوْ لَا يَعْلَمُونَ	اور کیا وہ نہیں جانتے
إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٤٧﴾	کہ اللہ جانتا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

مدینہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو امید تھی کہ یہودی نبی اکرم ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لے آئیں گے کیونکہ وہ نبوت اور آسمانی کتابوں سے پہلے ہی آشنا ہیں۔ ان آیات میں آگاہ کیا گیا یہودیوں کے حوالے سے کوئی خوش گمانی مت رکھو۔ وہ جان بوجھ کر حق میں تحریف کرتے ہیں اور اُسے چھپاتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی حق کو ظاہر کر دے تو اُس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر پوشیدہ بات سے بھی واقف ہے لہذا کسی کے حق چھپانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ حق کو غالب کر کے رہے گا۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

بنی اسرائیل کے عوام اور علماء کا حال

وَمِنْهُمْ أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيٍّ	اور ان میں کچھ اُن پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو سوائے جھوٹی اُمیدوں کے
وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٤٨﴾	اور نہیں ہیں وہ اس کے سوا کہ بس گمان ہی کرتے ہیں۔
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ	پس ہلاکت ہے اُن کے لیے جو لکھتے ہیں فتویٰ اپنے ہاتھوں سے
ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ	پھر کہتے ہیں یہ فتویٰ اللہ کی طرف سے ہے
لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ	تاکہ حاصل کر لیں اس کے عوض تھوڑی سی قیمت

فَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيهِمْ	سو ہلاکت ہے اُن کے لیے اُس کی وجہ سے جو لکھا اُن کے ہاتھوں نے
وَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿۹﴾	اور ہلاکت ہے اُن کے لیے اُس کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے عوام کتاب و شریعت کے احکام سے ناواقف تھے۔ اپنی خواہشات ہی کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے تھے اور اُن کے تصورات خیالی باتوں پر مشتمل تھے۔ اُن کے علماء کا حال یہ تھا کہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق من گھڑت فتوے دے کر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے اور اس سے دنیا کماتے تھے۔ اُن کے لیے دو گنا عذاب ہو گا۔ ناجائز طریقے سے دنیا کمانے کی بنا پر اور اُس گمراہی کے سبب سے جو غلط فتویٰ کی وجہ سے پھیلی۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

بنی اسرائیل کی جھوٹی امید

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۖ	اور اُنہوں نے کہا ہر گز نہ چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ سوائے گنتی کے چند دن
قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا	اے نبی! پوچھیے کیا تم نے لے رکھا ہے اللہ سے کوئی عہد
فَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدًا	پھر ہر گز خلاف ورزی نہیں کرے گا اللہ اپنے عہد کی
اَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾	یا تم کہتے ہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے۔
بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً	کیوں نہیں! جس نے کمائی ایک بڑی برائی
وَاحَاطَتْ بِهٖ خَطِيئَتُهُ	اور گھیر لیا اُسے اُس کی برائی نے
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۚ	تو وہی جہنم والے ہیں

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾	وہی جنت والے ہیں۔
	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

بنی اسرائیل دعویٰ کرتے تھے کہ اسرائیلی اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب لوگ ہیں جنہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا سوائے چند روز کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ہمارا ضابطہ تو یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک بھی کبیرہ گناہ کیا اور اُس گناہ سے توبہ کرنے سے محروم رہا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔ جنت میں وہی جائے گا جو ایمان اور عمل کی دولت لے کر آئے گا۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ سے عہد اور عہد شکنی

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تھا پختہ عہد بنی اسرائیل سے
لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ	تم عبادت نہیں کرو گے مگر اللہ ہی کی
وَبِأُولَٰئِكَ إِحْسَانًا	اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا
وَزَى الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ	اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے بھی
وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا	اور کہنا لوگوں سے اچھی باتیں
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ	اور قائم کرنا نماز اور دیتے رہنا زکوٰۃ

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ	پھر تم پھر گئے (اس عہد سے) سوائے چند کے تم میں سے
وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿۸۲﴾	اور تم ہو ہی عہد سے پھرنے والے۔
وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد
لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ	تم نہیں بہاؤ گے اپنوں کا خون
وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ	اور نہیں نکالو گے اپنوں کو اُن کے گھروں سے
ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿۸۳﴾	پھر تم نے عہد قبول کیا اور تم اس کی گواہی دیتے ہو۔

ان آیات میں بنی اسرائیل سے لیے گئے عہد کی تفصیل بیان کی گئی۔ اس عہد کی رُو سے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے، والدین، قرابت داروں اور محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، تمام لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی نصیحت کی گئی۔ آپس میں ایک دوسرے کو گھروں سے بے دخل کرنے اور باہمی خون ریزی سے منع کیا گیا۔ بنی اسرائیل کی اکثریت نے عہد شکنی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس جرم پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

آیات ۸۵ تا ۸۶

شریعت پر جزوی عمل کی سزا

ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ	پھر یہ تم ہی تو ہو جو قتل کرتے ہو اپنوں کو
وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ	اور نکالتے ہو ایک گروہ کو اپنوں میں سے اُن کے گھروں سے
تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدَاوَانِ	چڑھائی کرتے ہو اُن پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ
وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسْرَىٰ	اور اگر وہ آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر

تو تم فدیہ ادا کرتے ہو اُن کا	تَفْدُواهُمْ
حالانکہ حرام کیا گیا تھا تم پر اُن کا نکالنا	وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۖ
تو کیا تم مانتے ہو کتاب کے کچھ حصہ کو اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا	أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ
تو کیا بدلہ ہے اُس کا جو یہ کرے تم میں سے	فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ
سوائے اس کے کہ رُسوائی دُنیا کی زندگی میں	إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
اور روزِ قیامت وہ لوٹائے جائیں گے سخت عذاب کی طرف	وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ
اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔	وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾
یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے خرید لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلہ میں	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ
تو ہلکا نہیں کیا جائے گا اُن پر سے عذاب	فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ
اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔	وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۱۶﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

ان آیات میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ شریعت کے بعض احکامات پر عمل کرتے ہیں اور بعض احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی اطاعت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا انہیں دنیا میں رسوا کیا اور آخرت میں شدید عذاب کی وعید سنائی۔ مزید فرمایا کہ اس روش کی وجہ، اس عارضی دنیا کی لذت کو آخرت کی دائمی لذت پر ترجیح دینا ہے۔ آج ہم مسلمانوں کی دنیا میں ذلت و رسوائی کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم شریعت کے بعض احکامات پر عمل کر رہے ہیں اور اکثر احکامات پر عمل سے گریز کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۸۸

یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب
وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ	اور ہم نے پے درپے بھیجے اُن کے پیچھے رسولؑ
وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ	اور ہم نے دیں عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانیاں
وَإِيْدُنْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۖ	اور ہم نے مدد کی اُن کی پاکیزہ روح کے ذریعہ
أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ	تو کیا جب کبھی آئے تمہارے پاس کوئی رسولؑ وہ حکم
اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ	لے کر جو پسند نہ کیا تمہارے جیوں نے، تم نے تکبر کیا
فَفَرِّقُوا كَذَّبْتُمْ	تو ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا
وَفَرِّقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾	اور ایک گروہ کو تم قتل کرتے رہے۔
وَقَالُوا اقْبَلُوا بُنَا عُلْفُ ۖ	اور یہودیوں نے کہا ہمارے دل غلاف میں ہیں
بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ	بلکہ لعنت کی اُن پر اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے
فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾	پس بہت کم ہی وہ ایمان لاتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت مسلسل برستی رہی اور وہ اُن میں پے درپے انبیاءؑ بھیجتا رہا۔ اُنہوں نے نفسانی خواہشات کو انبیاءؑ کی تعلیمات پر ترجیح دی۔ کئی انبیاءؑ کو جھٹلایا اور کئی کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے جواب میں کہتے تھے کہ ہمارے دل

غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کی دعوت ہمارے دلوں میں داخل ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے دلوں پر غلاف نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے جس کی وجہ سے اُن کے دلوں پر مہر ہے اور وہ حق قبول کرنے سے محروم ہیں۔

آیات ۸۹ تا ۹۱

بنی اسرائیل کا نبی اکرم ﷺ سے حسد

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ	اور جب آئی اُن کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ	تصدیق کرنے والی ہے اُن (کتابوں) کی جو اُن کے پاس ہیں
وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ^{۸۷}	اور وہ اس سے پہلے فتح مانگا کرتے تھے اُن لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا
فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ	تو جب آئے اُن کے پاس وہ نبی جنہیں اُنہوں نے پہچان لیا، تو اُنہوں نے انکار کیا اُن کا
فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ^{۸۹}	سو لعنت ہے اللہ کی انکار کرنے والوں پر۔
بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ	بری ہے وہ چیز، اُنہوں نے سودا کیا جس کے بدلہ اپنی جانوں کا
أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ	کہ وہ کفر کریں اُس کا جو نازل فرمایا اللہ نے
بَعِيًّا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ	اس ضد سے کہ نازل کرتا ہے اللہ (وحی) اپنے فضل سے
عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ^{۹۰}	جس پر وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ ^{۹۱}	پس وہ لوٹے غضب پر غضب لے کر

وَاللَّكَفْرَيْنَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۹۰	اور کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے
آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ	ایمان لاؤ اُس پر جسے نازل کیا ہے اللہ نے
قَالُوا نُوْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا	وہ کہتے ہیں ہم ایمان رکھتے ہیں اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر
وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ ۚ	اور وہ انکار کرتے ہیں اُس کا جو اُس کے علاوہ ہے
وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ	حالانکہ وہ حق ہے تصدیق کرنے والا اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں
قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ	اے نبی! پوچھیے پھر تم کیوں قتل کرتے تھے اللہ کے
إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝۹۱	نبیوں کو اِس سے پہلے
	اگر تم مومن تھے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ وہ تو آخری نبی ﷺ کی آمد کے منتظر تھے اور اُن کی آمد پر اپنے لیے عروج حاصل کرنے کا دعویٰ کر رہے تھے۔ اب وہ محض حسد کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لارہے۔ اُنہیں جلن ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق بنی اسرائیل سے کیوں نہیں۔ بلاشبہ حسد اور تعصب انسان کو حق قبول کرنے سے محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے حسد اور تعصب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۲ تا ۹۳

بنی اسرائیل کے جرائم

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ	اور یقیناً لائے تھے تمہارے پاس موسیٰؑ روشن دلیلیں
--	---

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَ أَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۹۲﴾	پھر تم نے بنا لیا پچھڑے کو (معبود) اس کے بعد اور تم ظالم تھے۔
وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد اور بلند کیا تم پر طور پہاڑ کو
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَ اسْمِعُوا قَالُوا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا	(اور حکم دیا) پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے اور سنو
وَ أَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَ مَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيْمَانُكُمْ	انہوں نے کہا ہم نے سنا اور نہیں مانا اور پلا دی گئی تھی اُن کے دلوں میں پچھڑے کی محبت اُن کے کفر کی وجہ سے
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۹۳﴾	فرمائیے بری ہے وہ چیز، حکم دیتا ہے تمہیں جس کا تمہارا ایمان اگر تم مومن ہو۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کے تین جرائم بیان کیے گئے ہیں:

i- انہوں نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے کئی معجزے دیکھے لیکن پھر بھی پچھڑے کی ایک صورت کو معبود بنا لیا۔

ii- زبان مڑور کر "أَطَعْنَا" (ہم نے مان لیا) کے بجائے "عَصَيْنَا" (ہم نے نافرمانی کی) کہتے تھے۔

iii- اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے اُسے توڑ دیتے تھے۔

یہودیوں کو شرم دلائی گئی کہ تم اپنی کتاب تورات پر ایمان رکھنے کا دعویٰ تو کرتے ہو لیکن کردار ایسا شرمناک رکھتے ہو جو ایمان کے بالکل منافی ہے۔ ایمان کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ انسان مشرکانہ اعمال و عقائد کو یکسر چھوڑ کر نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف سبقت کرے۔ مگر تمہارا یہ ایمان کس قسم کا ایمان ہے جو مشرکانہ افعال، بدعہدیوں اور نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ تمہارے اسلاف بھی یہی کچھ کرتے رہے اور تم بھی انہی کی روش پر چل رہے ہو۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو تو موت کی آرزو کرو!

اے نبی! فرمائیے اگر تمہارے لیے ہی ہے آخرت کا گھر اللہ کے ہاں	قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ
بالکل خاص دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر	خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ
تو آرزو کرو موت کی اگر تم سچے ہو۔	فَتَبْتَؤُاْ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۹۴﴾
اور وہ ہر گز تمنا نہ کریں گے اس کی کبھی بھی اُن بد اعمالیوں کی وجہ سے جو آگے بھیجی ہیں اُن کے ہاتھوں نے	وَلَنْ يَّتَنَبَّؤَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ
اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔	وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۹۵﴾
اور آپ یقیناً پائیں گے انہیں سب لوگوں سے زیادہ	وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاتِهِمْ
ہوس رکھنے والے زندگی کی	وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ
اور اُن سے بھی زیادہ جنہوں نے شرک کیا	يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ
چاہتا ہے اُن میں سے ہر فرد کہ اُسے زندگی دی جائے ہزار برس کی	ۚ

اور وہ نہیں ہے بچانے والا اُسے عذاب سے کہ وہ لمبی عمر دیا جائے	وَمَا هُوَ بِمُزَحِّزٍهُ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُعَمَّرَ
اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔	وَاللّٰهُ بِصِيْرٍۙ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۙ ﴿۹۶﴾

یہ آیات بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو جانچنے کا ایک معیار دے رہی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو اور آخرت میں تمہیں اعزاز و اکرام سے نوازا جائے گا تو موت کی تمنا کرو تا کہ جلد از جلد اپنے محبوب یعنی خالق حقیقی سے جا ملو۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سیاہ کر تو توں کی وجہ سے کبھی بھی موت کی خواہش نہ کریں گے۔ اُن کی ساری بد اعمالیوں کا سبب یہ ہے کہ وہ دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں۔ وہ مرنا نہیں چاہتے بلکہ اُن میں سے ہر شخص ہزار برس تک جینے کا آرزو مند ہے۔ البتہ لمبی زندگی کی آرزو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانہ سکے گی۔ آج ہم بھی اپنا محاسبہ کریں کہ کیا اپنے اعمال کی بنیاد پر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے اور جوابدہی کے لیے تیار ہیں؟

آیات ۹۷ تا ۱۰۱

بنی اسرائیل کا حضرت جبرائیلؑ پر بہتان

اے نبی! فرمائیے جو ہوا دشمن جبریلؑ کا	قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِیْلَ
تو بے شک اُنہوں نے تو نازل کیا ہے قرآن آپ کے	فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ
دل پر اللہ کے حکم سے	مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ يَدَيْهِ
(یہ) تصدیق کرنے والا ہے اُن کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں	وَهْدٰی وَبُشْرٰی لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۷﴾
اور ہدایت اور خوشخبری ہے مومنوں کے لیے۔	

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَلَ	جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا
فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ﴿۹۸﴾	تو بے شک اللہ بھی دشمن ہے (اِن) کافروں کا۔
وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ	اور یقیناً ہم نے نازل کی ہیں آپ کی طرف واضح آیات
وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ﴿۹۹﴾	اور نہیں انکار کرتے اِن کا لیکن نافرمان۔
أَوْ كَلَّهَا عَهْدًا وَعَهْدًا	اور کیا جب کبھی اُنہوں نے عہد کیا کسی وعدہ کا،
ثَبَّتَافَرِيقٌ مِّنْهُمْ	تو توڑ ڈالا اُسے کسی ایک گروہ نے اُن میں سے؟
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۰﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔
وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ	اور جب آئے اُن کے پاس رسول اللہ کی طرف سے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ	تصدیق کرنے والے ہیں اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں
ثَبَّتَافَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ ۚ	پھینک دیا ایک گروہ نے اُن میں سے جنہیں دی گئی تھی کتاب
كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ	اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے
كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾	جیسے وہ جانتے ہی نہیں۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کے اس بہتان کی نفی کی گئی کہ حضرت جبرائیلؑ نے بنی اسرائیل کی دشمنی میں وحی کا نزول بنی اسمعیل کے فرزند حضرت محمد ﷺ پر کر دیا۔ حضرت جبرائیلؑ وحی کا نزول اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے تھے اور جو اُن پر بہتان لگائے گا تو

ایسے جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ بنی اسرائیل پر حق واضح ہو چکا ہے اور وہ اپنی بے عملی کا جواز پیش کرنے کے لیے یہ بہتان طرازی کر رہے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۳

جادو کا عمل کفر ہے

وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمٍ ۖ	اور انہوں نے پیروی کی اُس کی جو پڑھتے پڑھاتے تھے شیاطین سلیمانؑ کے عہد حکومت میں
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٌ	اور سلیمانؑ نے کفر (یعنی جادو) نہیں کیا
وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا	اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا
يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ	وہ سکھایا کرتے تھے لوگوں کو جادو
وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ	وہ (جادو) جو اتارا گیا تھا دو فرشتوں پر بابل شہر میں یعنی ہاروت اور ماروت پر
وَمَا يُعَلِّمَنِ مِنْ أَحَدٍ	اور وہ جادو نہیں سکھاتے تھے کسی کو
حَتَّىٰ يَقُولَا	یہاں تک کہ کہہ دیتے تھے
إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ	بے شک ہم تو ہیں ہی آزمائش، پس تم کفر نہ کرو (جادو سیکھ کر)
فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ	پھر لوگ سیکھتے تھے اُن سے ایسا جادو کہ جدائی ڈال دیتے تھے اُس کے ذریعہ ایک شخص اور اُس کی بیوی کے درمیان

زَوْجِهِ ^ط	
وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ^ط	اور وہ نہیں تھے نقصان پہنچانے والے اُس جادو کے ذریعہ کسی کو مگر اللہ کے حکم سے
وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ	اور وہ سیکھتے تھے ایسی چیز جو نقصان پہنچاتی تھی انہیں
وَلَا يَنْفَعُهُمْ ^ط	اور فائدہ نہیں دیتی تھی انہیں
وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ	اور بلاشبہ وہ جانتے تھے کہ یقیناً جس نے اختیار کیا جادو
مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ	نہیں ہے اُس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ
وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ ^ط	اور یقیناً بری ہے وہ چیز انہوں نے سودا کیا جس کے عوض اپنی جانوں کا
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ^{۱۲۱}	کاش کہ وہ جان لیتے۔
وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا	اور اگر وہ ایمان لاتے اور بچتے اللہ کی نافرمانی سے
لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ	تو یقیناً بدلہ اللہ کے ہاں کا بہت اچھا ہوتا
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ^ع	کاش کہ وہ جان لیتے۔

۱۲
ع

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بجائے جادو سیکھنے اور سکھانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ جادو کا علم شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر لوگوں کی آزمائش کے لیے اتارا گیا۔ یہ فرشتے خبردار کر دیتے تھے کہ اس علم کا سیکھنا کفر ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ جادو ایسے لوگ سیکھتے تھے جو ایک مرد اور اُس کی بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے۔ خاندان کو

تباہ کرنا شیطانی قوتوں کا خاص مشن ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جادو کا اثر اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی جادو سیکھتا اور دوسروں کے خلاف اُسے عمل میں لاتا ہے، وہ آخرت کی کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۵

گستاخانِ رسول کے لیے دردناک عذاب ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقُولُوا رَاعِنَا	(نبیؐ سے کچھ پوچھتے وقت) مت کہا کرو "راعِنَا"
وَقُولُوا انْظُرْنَا	اور کہو "انْظُرْنَا"
وَأَسْمِعُوا	اور سُننا کرو
وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۰۴	اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔
مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ	نہیں پسند کرتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے
وَلَا الْمُشْرِكِينَ	اور نہ ہی مشرکین
أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ط	کہ نازل کی جائے تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے
وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ط	اور اللہ خاص فرمالتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۱۰۵	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

صحابہ کرامؓ کسی مجلس کے دوران نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال پوچھنے کے لیے یا کسی ارشاد کو دوبارہ سننے کے لیے رَاعِنًا (ہماری رعایت کیجیے) کہہ کر آپ ﷺ کو متوجہ کرتے۔ اگر یہود کبھی آپ ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو رَاعِنًا کہنے کے بجائے گستاخی کرتے ہوئے رَاعِنًا (ہمارے چرواہے) کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ رَاعِنًا کے بجائے اُنْظُرْنَا (ہم پر نظر عنایت کیجیے) کہا کریں۔ البتہ خبردار کیا گیا کہ گستاخانِ رسول ﷺ کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایسے بد باطن لوگ صرف رسول ﷺ ہی کے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو کوئی بھلائی ملے لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے فضل میں سے نوازتا رہے گا اور ان کے دشمن صدمات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

اللہ تعالیٰ جس حکم کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ	جو ہم منسوخ کر دیتے ہیں کوئی آیت
أَوْ نُنسِهَا	یا فراموش کر دیتے ہیں اُسے
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا	تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا اس جیسی
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۶﴾	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۰۷﴾	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔
أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ	کیا تم چاہتے ہو کہ پوچھو اپنے رسولؐ سے (ایسے سوال)

کَمَا سَبَّلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ	جیسے پوچھے گئے تھے موسیٰؑ سے اس سے پہلے
وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ	اور جس نے کفر اختیار کر لیا ایمان کے بدلہ میں
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۱۱	تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھے راستے سے۔

اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتابوں کو جن میں جزوی اور عبوری دور کے لیے ہدایت تھی، منسوخ کر کے کامل ہدایت قرآن حکیم کی صورت میں نازل فرمائی۔ اسی طرح قرآن حکیم میں بندوں کی سہولت کے لیے پہلے ایک آسان حکم دیا۔ جب وہ اُس پر عمل کے عادی ہو گئے تو پھر پہلے حکم کو منسوخ کر کے نسبتاً مشکل حکم دے دیا۔ اہل کتاب نے اعتراض کیا کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کسی آیت یا کتاب کو منسوخ کر کے دوسری آیت یا کتاب نازل کر دے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ حقیقی ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اپنے کسی فرمان کو منسوخ کر دیتا ہے یا تبدیل کر دیتا ہے۔ مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ قوم موسیٰؑ کی طرح اپنے نبی ﷺ سے فرضی یا غیر ضروری سوالات نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے اُن کا ایمان ہی ختم ہو جائے اور وہ کفر کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

اہل کتاب کا مسلمانوں سے حسد

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ	چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب
لَوْ يَرُدُّوْكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا	کاش وہ پھیر دیں تمہیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کفر کی حالت میں
حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ	حسد کی وجہ سے جو اُن کے جیوں میں ہے
مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ	اس کے بعد کہ جو واضح ہو چکا ہے اُن کے لیے حق

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا	پس (اے مسلمانو!) درگزر کرو اور نظر انداز کرو
حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ	یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا فیصلہ
إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۹	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ	اور قائم کرو نماز
وَاتُوا الزَّكَاةَ	اور ادا کرو زکوٰۃ
وَمَا تَقْتَدِرُوا إِلَّا أَنْفُسُكُمْ مِّنْ خَيْرٍ	اور جو تم آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی میں سے
تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ	تم پاؤ گے اُسے اللہ کے پاس
إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۰	بے شک اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہل کتاب کی اکثریت تمہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے کافر بنانا چاہتی ہے۔ اُن پر حق واضح ہو چکا ہے لیکن وہ حسد اور دشمنی میں تمہیں اسی طرح گمراہ کرنا چاہتے ہیں جیسے خود گمراہ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ فی الحال اُنہیں نظر انداز کریں جب تک اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں فرماتا۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور خوب نیکیاں کر کے اپنے لیے توشہ آخرت میں اضافہ کرتے رہیں۔

آیات ۱۱ تا ۱۱۳

گمراہی پر مبنی خوش کن خواہشات

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرًا	اور اُنہوں نے کہا ہر گز نہیں داخل ہوگا جنت میں (کوئی بھی) سوائے اُس کے جو یہودی ہو یا عیسائی
--	--

تِلْكَ اَمَّا يَتْلُوهُمْ	یہ اُن کی خوش کن خواہشات ہیں
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ	اے نبی! فرمائیے لاؤ اپنی دلیل
اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۱﴾	اگر تم سچے ہو۔
بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ	کیوں نہیں! جس نے بھی جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیکی کرنے والا ہے
فَلَهُ اَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ	تو اُس کے لیے اُس کا اجر ہے اپنے رب کے پاس
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۲﴾	اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔
وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرٰی عَلٰی شَیْءٍ ۚ	اور کہتے ہیں یہودی نہیں ہیں عیسائی کسی بنیاد پر
وَقَالَتِ النَّصْرٰی لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰی شَیْءٍ ۚ	اور کہتے ہیں عیسائی نہیں ہیں یہودی کسی بنیاد پر
وَّهُمْ يَتَّبِعُونَ الْكِتٰبَ	حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں کتاب (تورات)
كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ	اسی طرح کہی اُن لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے ان کی سی بات
فَاَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ	پس اللہ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن
فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۳﴾	اُن باتوں میں جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

۳۳

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے تھے کہ جنت میں صرف ہم ہی جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ یہ ان کی بلادلیل خوش کن خواہشات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیا اور نیک بن گیا وہی جنت میں داخل ہوگا۔

یہودی اور عیسائی مسلمانوں کی ضد میں ایک دوسرے کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں حالانکہ وہ باہم ایک دوسرے کے مذاہب کی نفی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ مشرکین مکہ ان دونوں کو گمراہ قرار دے کر خود حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فیصلہ سنا دے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۸

مشرکین مکہ کے جرائم

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو روکتا ہے اللہ کی مسجدوں سے
أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا سُبُّهُ	کہ ذکر کیا جائے اُن میں اللہ کے نام کا
وَسَلَّى فِي خَرَابِهَا	اور کوشش کرے انہیں ویران کرنے کی
أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۖ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے اُن کا حق کہ داخل ہوں مسجدوں میں مگر ڈرتے ہوئے
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ	اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے
وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١٤﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔
وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ	اور اللہ ہی کے لیے ہیں مشرق و مغرب
فَإَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ	تو جس طرف تم رُخ کرو گے، پس وہیں اللہ کی توجہ ہے
إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾	بے شک اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۚ	اور اُنہوں نے کہا بنا لیا ہے اللہ نے بیٹا

وہ تو پاک ہے	سُبْحَنَهُ ط
بلکہ اُسی کے لیے ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے	بَلْ لَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور سب کے سب اُسی کے فرمانبردار ہیں۔	كُلٌّ لَّهِ فُتَنُوْنَ ﴿۱۶﴾
وہ عدم سے وجود میں لانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا	بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کسی کام کا	وَ اِذَا قَضٰی اَمْرًا
تو بے شک وہ کہتا ہے اُس کے لیے کہ ہو جا	فَاَنۢتُمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنْ
پس وہ ہو جاتا ہے۔	فَیَکُوۡنُ ﴿۱۷﴾
اور کہا اُنہوں نے جو کچھ نہیں جانتے	وَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعْلَمُوۡنَ
کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ؟	لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰهُ
یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی؟	اَوْ تَاۡتِیۡنَا اٰیۃً ط
اسی طرح سے کہی تھی اُن لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے گزرے ہیں ان کی سی بات	کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ مِنْ قَبْلِہُمْ مِّثۡلَ قَوْلِہُمْ
ملتے جلتے ہیں ان سب کے دل	تَشَابَہَتْ قُلُوۡبُہُمْ ط
بے شک ہم نے واضح کر دی ہیں آیات اُن کے لیے جو یقین کرنا چاہیں۔	قَدْ بَيَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوقِنُوۡنَ ﴿۱۸﴾

ان آیات میں روئے سخن مشرکین مکہ کی طرف ہے۔ اُن کے جرائم یہ ہیں کہ اُنہوں نے مسجد حرام سے اہل ایمان کو بے دخل کر دیا، فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ اللہ ہم سے براہِ راست ہم کلام ہو۔ ان آیات میں قبلہ کی تبدیلی کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سمت میں مقید نہیں۔ انسان جس طرف رخ کرے اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہوگا۔ قبلہ کا تعین صرف نظم اور مرکزیت پیدا کرنے کے لیے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے اُن لوگوں کی بے چینی کا ازالہ ہوا جن کے دلوں میں یہود نے قبلہ کی تبدیلی کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کر دیے تھے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

داعی کا کام حق پہنچانا ہے منوانا نہیں

اِنَّا ارْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا	بے شک اے نبی! ہم نے بھیجا ہے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر
وَلَا تُسْأَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ ۝۱۱۹	اور آپ سے نہیں پوچھا جائے گا جہنم والوں کے بارے میں۔
وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرٰی	اور ہر گز راضی نہیں ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ ہی عیسائی
حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ	یہاں تک کہ آپ پیروی کریں اُن کے راستے کی
قُلْ اِنَّ هُدٰی اللّٰهُ هُوَ الْهُدٰی ۝	فرمائیے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے
وَلَیِّنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۡهُمْ	اور اگر (بالفرض) آپ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی
بَعْدَ الَّذِیْ جَاۡءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۝	بعد اس کے کہ آپ ﷺ کے پاس علم
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ۝۱۲۰	(تو پھر) نہیں ہوگا آپ کے لیے اللہ کے سامنے کوئی

دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔

ان آیات میں یہ حقیقت بتائی گئی کہ داعی کا کام صرف حق پہنچانا ہے منوانا نہیں۔ یہودی اور عیسائی صرف اُسی وقت راضی ہوں گے جب اُن کے تصورات کی پیروی کی جائے۔ لہذا لوگوں کو راضی کرنے یا قریب لانے کے لیے ہر گز نہ حق کو چھپایا جائے اور نہ ہی اُس میں کسی قسم کی آمیزش کی جائے۔

آیت ۱۲۱

تلاوتِ کلامِ پاک کی اہمیت

وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب	الَّذِينَ اتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ
وہ تلاوت کرتے ہیں اس کی جیسے کہ حق ہے اس کی تلاوت کرنے کا	يَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ۝
یہی لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر۔	أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۝
اور جو کوئی انکار کرے گا اس کا	وَمَنْ يَّكَفِّرْ بِهِ
پس وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔	فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

۱۲۱

اس آیت میں تلاوتِ کلامِ پاک کی اہمیت بیان کی گئی۔ جو لوگ باقاعدگی کے ساتھ تلاوتِ کلامِ پاک کرتے ہیں اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ گویا باقاعدگی سے قرآنِ حکیم کی تلاوت نہ کرنا دراصل قرآن پر دلی ایمان سے محرومی کی علامت ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان سے محروم ہیں وہی درحقیقت خسارے میں جانے والے ہیں۔

آیات ۱۲۲ تا ۱۲۳
بنی اسرائیل سے خاتمہ کلام

یٰبَنۡیَ اِسْرَآءِیْلَ	اے بنی اسرائیل !
اٰذْكُرُوا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ	یاد کرو میری اُس نعمت کو جو میں نے انعام کی تم پر
وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾	اور بے شک میں نے فضیلت دی تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَ اتَّقُوا یَوْمًا لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا	اور ڈرو اُس دن سے جب کام نہ آ سکے گا کوئی شخص کسی کے کچھ بھی
وَ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ	اور نہ ہی قبول کیا جائے گا اُس کی طرف سے کوئی فدیہ
وَ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ	اور نہ ہی فائدہ دے گی اُسے کوئی سفارش
وَ لَا هُمْ یُنصَرُونَ ﴿۱۲۳﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

ان آیات پر بنی اسرائیل سے کلام کا اختتام ہو رہا ہے۔ ان آیات میں ایک بار پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے اور ایسے چور دروازوں کی نفی کی جا رہی ہے جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود اپنے جرائم کی سزا سے محفوظ رہنے کی جھوٹی امید رکھتا ہے۔

آیت ۱۲۴

حضرت ابراہیمؑ..... آزمائش و امتحان کی اک داستان

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ	اور یاد کرو جب کہ آزمایا ابراہیمؑ کو اُن کے رب نے بڑی بڑی باتوں سے
فَاتَّبَعَهُنَّ ۖ	پس اُنہوں نے پورا کر دیا اُن سب کو
قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ	فرمایا اللہ نے بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں تمام انسانوں کے لیے امام
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ	عرض کی ابراہیمؑ نے اور میری اولاد میں سے؟
قَالَ لَا يَنْالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝۱۲۴	فرمایا اللہ نے نہیں پہنچے گا میرا عہد ظالموں کو۔

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ سے لیے گئے امتحانات کی داستان بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے کئی آزمائشوں میں ڈالا اور وہ ہر امتحان میں پورے اترے۔ اُنہوں نے موروثی عقائد، والدین، گھر، قوم، وطن، اپنی جان، اپنی بیوی، اپنی اولاد غرض ہر شے کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے قربان کر کے امام الناس ہونے کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی تمنا تھی کہ امامت کا اعزاز اُن کی اولاد میں بھی جاری رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ امامت کا مقام کردار سے ملتا ہے نہ کہ وراثت میں۔ بقول اقبال۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراثِ پدر کیونکر ہو؟

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بیت اللہ کی عظمت و شرف

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ط	اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے بار بار آنے کا مرکز اور امن کی جگہ
وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ط	اور (ہم نے یہ حکم دیا) کہ بناؤ مقامِ ابراہیمؑ کو نماز پڑھنے کی جگہ
وَعِہْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ	اور ہم نے عہد لیا تھا ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ سے
أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ	کہ تم دونوں پاک رکھو گے میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے
وَالْعَاكِفِينَ	اور اعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لیے
وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۱۲۵﴾	اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔
وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ	اور یاد کرو جب دعا کی ابراہیمؑ نے
رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا	اے میرے رب! بنا دے اس کو امن والا شہر
وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ	اور رزق عطا فرما اس شہر والوں کو پھلوں میں سے
مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	انہیں جو ایمان رکھتے ہیں اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر
قَالَ وَمَنْ كَفَرَ	فرمایا اللہ نے اور جس نے کفر کیا

فَأَمْتَعَهُ قَلِيلًا	میں فائدہ دوں گا اُسے تھوڑا سا
ثُمَّ أَصْطَرَّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ط	پھر میں کھیر کر لے آؤں گا اُسے آگ کے عذاب کی طرف
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۳۶﴾	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

ان آیات میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی عظمت و شرف کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو لوگوں کی محبت کا مرکز اور امن کا گہوارہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گھر کو شرک اور ظاہری نجاستوں سے پاک رکھا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کے قریب رہنے والوں کے لیے رزق کی فراوانی کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ امامت صرف صاحبِ کردار لوگوں کو ملے گی لیکن دنیا میں رزق نافرمانوں کو بھی دیا جائے گا۔ البتہ آخرت میں نافرمانوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸

ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دعائیں

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ	اور یاد کرو جب اُٹھا رہے تھے ابراہیمؑ بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا	(وہ دونوں دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت)
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲۷﴾	بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ	اے ہمارے رب! بنا ہم دونوں کو فرمانبردار اپنے لیے
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ	اور ہماری اولادوں میں سے ایک فرمانبردار امت اپنے لیے
وَآرِنَا مَنَاسِكَنَا	اور سکھا ہمیں ہماری عبادت کے طریقے

وَتُبَّ عَلَيْنَا	اور نظرِ کرم فرما ہم پر
إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۳۸﴾	بے شک تو ہی بہت نظرِ کرم فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کی اُن دعاؤں کا بیان ہے جو انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں پر تعمیرِ نو کے دوران مانگیں تھیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہماری زندگی بھر کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما۔ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنا فرمانبردار بنا۔ ہمیں اپنی بندگی کا طریقہ سکھا۔ ہم پر اپنے لطف و کرم کی بارش نازل فرما۔

آیت ۱۲۹

ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی عظیم ترین دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ	اے ہمارے رب! بھیج اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ	جو تلاوت کرے اُن پر تیری آیات
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	اور سکھائے اُنہیں احکامات اور حکمت
وَيُزَكِّيهِمْ	اور تزکیہ کرے اُن کا
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۹﴾	بے شک تو ہی بہت زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

۱۵

یہ آیت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کی عظیم ترین دعا پر مشتمل ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد میں سے ایک ایسا رسول اٹھائے جو لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرے، اُنہیں احکامات اور حکمت سکھائے اور اُن کے باطن کا تزکیہ کرے۔ اولاد کے حوالے سے انسان کی تمنائیں اُس کی دین سے وابستگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اُن کی اولاد میں سے نبی اکرم ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جنہوں نے تلاوت

آیات، تعلیم احکامات و حکمت اور تزکیہ نفوس کے ذریعہ صحابہ کرامؓ کی وہ جماعت تیار کی جس نے بے مثال قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ کا عادلانہ دین غالب کرنے کی سعادت حاصل کی۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

ملتِ ابراہیمؑ کیا ہے؟

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ	اور کون ہے جو اعراض کرے ابراہیمؑ کے راستہ سے
إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ	سوائے اُس کے جس نے حماقت میں ڈال دیا اپنے آپ کو
وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا	اور یقیناً ہم نے چن لیا تھا انہیں دنیا میں
وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لِمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٣٠﴾	اور بے شک وہ آخرت میں بھی یقیناً نیک لوگوں میں شامل ہوں گے۔
إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ	جب کہ ان سے اُن کے رب نے کہ فرمانبرداری اختیار کرو
قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٣١﴾	انہوں نے عرض کیا کہ میں نے فرمانبرداری اختیار کی تمام جہانوں کے رب کی۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ملتِ ابراہیمؑ کو چھوڑنا بہت بڑی نادانی ہے۔ حقیقی دانش مندی کی روش یہی ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کی جائے۔ ملتِ ابراہیمؑ سے مراد ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے آئے، اُس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

اللہ والوں کی وصیت

وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ	اور وصیت کی اسی (اللہ کی فرمانبرداری) کی ابراہیمؑ نے
---	--

اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے بھی	
اے میرے بچو! بے شک اللہ نے پسند فرمالیا ہے تمہارے لیے (اپنی فرمانبرداری کا) دین	يٰۤبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّيْنَ
سو تم ہر گز نہ مرنا	فَلَا تَمُوْتُنَّ
مگر اس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔	اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۳۱
کیا تم موجود تھے	اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ
جب آئی یعقوبؑ کے پاس موت	اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْوُوْتُ
جب انہوں نے پوچھا اپنے بیٹوں سے	اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ
تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد؟	مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۝۱۳۲
انہوں نے کہا کہ ہم عبادت کریں گے آپؑ کے معبود کی	قَالُوْا نَعْبُدُ الْهٰكِ
اور آپؑ کے باپ دادا یعنی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی	وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
اور وہ ایک ہی معبود ہے	اِلٰهًا وَّاحِدًا ۝۱۳۳
اور ہم اُسی کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔	وَنَحْنُ لَهٗ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۳۴

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اپنی اولادوں کے لیے وصیت بیان ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین اسلام یعنی اللہ کی مکمل فرمانبرداری کو پسند کیا ہے۔ لہذا تم مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی روش سے چمٹے رہنا۔ یہ ہے وصیت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی، بقول اقبال ۛ

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
 اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
 مرے قافلے میں لٹا دے اسے
 لٹا دے ٹھکانے لگا دے اسے

آیات ۱۳۴ تا ۱۳۵

اہمیت نسلی تعلق کی نہیں کردار کی ہے

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ	وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی
لَهَا مَا كَسَبَتْ	اُن کے لیے وہی کچھ ہے جو انہوں نے کمایا
وَلَكُمْ مِمَّا كَسَبْتُمْ	اور تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا
وَلَا تَسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۴﴾	اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو وہ عمل کرتے رہے۔
وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا	اور انہوں نے کہا کہ ہو جاؤ یہودی یا عیسائی تو ہدایت پا جاؤ گے
قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا	اے نبی! فرمائیے بلکہ (اختیار کرو) ابراہیمؑ کا راستہ جو یکسو تھے
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۳۵﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ بندے ہیں۔ ان آیات میں آگاہ کر دیا گیا کہ اہمیت نسلی تعلق کی نہیں اپنے اپنے کردار کی ہے۔ باپ دادا کو اپنے کردار کے مطابق اجر ملے گا اور اولاد کو اپنے

کردار کا صلہ ملے گا۔ کسی سے کسی اور کے عمل کا سوال نہ ہو گا۔ یہودی یا عیسائی ہونے سے ہدایت نہیں ملے گی بلکہ ہدایت کا راستہ یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیا جائے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۳۷

تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا ضروری ہے

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ	تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا	اور اُس (کلام) پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف
وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ	اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور (اُن کی) اولادوں پر
وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ	اور جو کچھ دیا گیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو
وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ	اور جو کچھ دیا گیا نبیوںؑ کو اُن کے رب کی طرف سے
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ	ہم فرق نہیں کرتے اُن میں سے کسی ایک کے درمیان بھی (یعنی سب پر ایمان لاتے ہیں)
وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۱۳۶﴾	اور ہم اُس (اللہ ہی) کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔
فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ	تو اگر وہ ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو اس سب پر
فَقَدْ اهْتَدَوْا ۚ	تو وہ ہدایت پر آگئے

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ	اور اگر وہ رُخ پھیر لیں تو بے شک وہ ہیں ہی ضد میں
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ	پس اے نبی! عنقریب کافی ہو گا آپ کے لیے اُن کے مقابلے میں اللہ
وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ۝	اور وہ سب کچھ سننے والا، سب جاننے والا ہے۔

ان آیات میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے ایک گمراہی کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اہل کتاب کا دعویٰ تھا کہ وہ سوائے ایک یا دو نبیوں کے سب انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں، لہذا انہیں بھی مومن تسلیم کیا جائے۔ یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی کا ایمان قابل قبول ہے جو تمام انبیاء پر ایمان لائے۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔

آیات ۱۳۸ تا ۱۳۹

اللہ تعالیٰ کی بندگی کا رنگ ہی سب سے اچھا ہے۔

صِبْغَةَ اللَّهِ	(اختیار کر لو) اللہ (کی بندگی) کا رنگ
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً	اور کون بہتر ہے اللہ سے رنگ میں
وَنَحْنُ لَهُ عِبْدُونَ ۝	اور ہم تو اُسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔
قُلْ اتَّحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ	اے نبی! پوچھیے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کے بارے میں
وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ	حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے
وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ	اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال

وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿۱۳۹﴾

اور ہم تو اُس (اللہ) ہی کے وفادار ہیں۔

انسانوں اور جنات کا مقصدِ تخلیق ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔ یہ بندگی ہر وقت اور ہر معاملہ میں کرنی ہے۔ جو سعادت مند ایسا کرتے ہیں، گویا وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے رنگ میں رنگ گئے ہیں۔ بلاشبہ تمام رنگوں میں سب سے اچھا رنگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ رنگ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴۰ تا ۱۴۱

نجات کا دار و مدار اپنے عمل پر ہے

اَمْ تَقُولُونَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ کَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی	کیا تم کہتے ہو کہ بے شک ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولادیں یہودی تھے یا عیسائی تھے
قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُۢ بِاللّٰهِ ط	اے نبی! پوچھیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟
وَمَنْ اَظْلَمُۢ مِمَّنْ کَتَمَ شَہَادَةً عِنْدَہٗ مِّنَ اللّٰهِ ط	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جس نے چھپائی وہ گواہی جو اُس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے؟
وَمَا لِلّٰهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔
تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ	وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی
وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ	اُن کے لیے وہی کچھ ہے جو انہوں نے کمایا
وَلَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾	اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو وہ

عمل کرتے رہے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سابقہ آسمانی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور قرآن حکیم کی حقانیت کی گواہیاں موجود ہیں۔ اہل کتاب جان بوجھ کر انہیں چھپا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جرم سے خوب واقف ہے۔ وہ کان کھول کر سن لیں کہ آخرت میں نجات کے لیے انبیاءؑ سے نسلی تعلق کام نہیں آئے گا۔ وہاں فیصلہ کا انحصار انسان کے ذاتی کردار پر ہوگا۔

حرفِ آخر

سورہ بقرہ کے اس حصے میں بنی اسرائیل کی ناشکریوں اور جرائم کا بیان اس لیے کیا گیا ہے تاکہ ان پر واضح کر دیا جائے کہ اب تم اہل نہیں رہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور شریعت کے حامل ہونے اور نوع انسانی کے لیے رہنما بننے کے۔ لہذا تمہیں اس منصب سے معزول کیا جاتا ہے اور اب امت محمدی ﷺ کو اس منصب پر فائز کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ اعلان دوسرے پارے کے آغاز میں تحویل قبلہ کی بحث کے دوران سامنے آجائے گا۔

سورہ بقرہ کے اس حصے میں نہ صرف یہ کہ ماضی کی تاریخ بیان ہوئی ہے بلکہ علامہ اقبال کے الفاظ میں "آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر" بھی موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اس قول کے مصداق کہ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ حَذُوَ التَّعْلِ بِالتَّعْلِ" (یعنی میری امت پر بھی وہ سب کچھ وارد ہوگا جو بنی اسرائیل پر ہوا بالکل اسی طرح جس طرح ایک جو تادوسرے جوتے کے مشابہ ہوتا ہے) بعد میں خود امت مسلمہ میں وہ ساری اخلاقی و عملی اور اعتقادی یا نظری و فکری گمراہیاں پیدا ہو کر رہیں جو بنی اسرائیل میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آیات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بنی اسرائیل کی سی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!
